© rasailojaraid.com

پر ایک مزید رقم جسے 'منافع' کہا جاتا ہے ادا کر دی جاتی ہے۔ اسے ہمارے فقہا نے حرام قرار دیا ہے۔ جس کی دو واضح وجوہات ہیں۔ اوّلاً: انشورنس کمپنی جو رقم بھی لیتی ہے اسے عموماً سودی کاروبار ہی میں لگایا جاتا ہے جس سے وہ کمپنی دوسروں کی رقم پر اپنے قصرِ تعمیر کرتی رہتی ہے اور یہ استحصال کی واضح شکل ہے۔ ثانیاً: زندگی اور موت ہر شکل میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی پرورش کا ذمہ لیا ہے اور ایک اہلِ ایمان کو یہ بات سمجھا دی ہے کہ وہ غیر متوقع حالات کے لیے اپنی رقم کا ایک حصہ محفوظ رکھے تاکہ کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانے کے بجاے وہ خود اپنے مسائل کا حل کر سکے۔ ایک معروف صحابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میں چاہتا ہوں میں اپنی تمام دولت اللہ کی راہ میں قربان کر دوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: کیا تمھاری اولاد ہے اور جب انھوں نے بتایا کہ ہاں میں صاحب اولاد ہوں تو ہدایت فرمائی کہ وہ اپنی اولاد کو ایسے حال میں نہ چھوڑیں کہ وہ کسی کے سامنے ہاتھ پھیلائے۔ گویا اللہ کی راہ میں خرچ کرنا اور انفاق ایک اہم عبادت ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ توازن برقرار رکھتے ہوئے اولاد کے لیے اتنی رقم بچا رکھنا کہ وہ بعد میں کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلائے' بھی اللہ کے رسولؐ کی سنت ہے۔

اس سے یہ معلوم ہوا کہ غیر متوقع یا متوقع حالات کے لیے ایک حصہ الگ کرنا خود مسلمان کی منصوبہ بندی میں شامل ہونا چاہیے۔ فرض کر لیا جائے کہ ایک شخص نہ خود اتنا کماتا ہے کہ اپنی تمام ضروریات پوری کر سکے اور نہ اس قابل ہے کہ پس انداز کر کے اپنے پیچھے اپنی اولاد کے لیے کچھ چھوڑ کر جائے تو اس کا کیا حل کیا جائے گا؟ اسلام نے اپنے فقہی نظام میں جہاں وراثت کے اصول متعین کر دیے ہیں وہیں کفالت کے حوالے سے بھی یہ کوشش کی ہے کہ خاندان کے اندر رہتے ہوئے ضرورت مند حضرات کی ذمہ داری اٹھائی جائے۔ نہ صرف یہ بلکہ ریاست پر بھی یہ ذمہ داری عائد کر دی گئی ہے کہ وہ صدقات' اوقاف اور زکوٰۃ کی رقوم سے ایسے افراد کی امداد اس حد تک کرے کہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکیں۔ مثلاً ایک شخص کا تمام سامانِ تجارت نذرِ آتش ہو گیا' سیلاب یا زلزلے سے تباہ ہو گیا تو ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ اسے اتنا معاوضہ دے کہ اس کے نقصان کی تلافی ہو جائے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

انشورنس کمپنیاں جس شرح سے پالیسی لینے والوں کو 'منافع' دیتی ہیں اگر اس کا مقابلہ ان کے مجموعی 'منافع' سے کیا جائے تو ان کا بظاہر 'عملِ خیر' ایک کھلا استحصال نظر آئے گا۔

لائف انشورنس اور عمومی انشورنس کے ناجائز ہونے پر بڑی حد تک ہمارے فقہا کا اجماع ہے۔ رہا یہ سوال کہ پھر متبادل طور پر کیا کیا جائے تو اگر غور کیا جائے تو ہر معاشرے میں ایسے باہمی امداد کے ادارے corperatives قائم کیے جاسکتے ہیں جو بغیر کسی سودی کاروبار کے اپنے ممبران کے لیے مشکلات اور حادثات میں امداد فراہم کرنے کے لیے مختلف پراجیکٹ بنا سکتے ہیں اور اس طرح اس مسئلہ کا اسلامی حل نکالا جاسکتا ہے۔ (ڈاکٹر انیس احمد)

پیشگی تنخواہ پر سروس چارجز

س : بنک افسران اور دیگر بنک ملازمین کے لیے پیشگی تنخواہ اسکیم کا اجرا کیا گیا ہے۔ اس کے تحت مطلوبہ رقم پر تقریباً ۷ فی صد سروس چارجز کاٹے جاتے ہیں اور آسان اقساط میں رقم واپس کرنا ہوتی ہے۔ ایک ملازم پیشہ فرد کے لیے اس میں بہت سہولت ہے۔ قرض لے کر مکان کی تعمیر جیسی ناگزیر ضرورت پوری ہونے کی سبیل نکل سکتی ہے۔ بہت سے لوگوں نے اسے اسلام کے مطابق قرار دیا ہے اور اس سہولت سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ سودی اسکیم ہے' تاہم حالتِ اضطرار کے تحت ہم اس سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ ہماری مشکلات اور حالات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے رہنمائی فرمائیے کہ کیا میں اس اسکیم سے فائدہ اٹھا سکتا ہوں؟ میں اپنی آخرت برباد کر کے دنیا نہیں بنانا چاہتا۔

ج: آپ نے ایڈوانس تنخواہ لینے پر سروس چارجز کے بارے میں جو سوال اٹھایا ہے وہ ایک اہم عملی مشکل کی نشان دہی کرتا ہے۔ ہم جس ظالمانہ سرمایہ دارانہ نظام میں زندگی گزار رہے ہیں اس میں سب سے زیادہ مظلوم طبقہ غالباً ملازمت پیشہ افراد ہیں جو اپنی محدود آمدنی اور بڑھتے ہوئے اخراجات کی بنا پر بعض بنیادی ضروریاتِ زندگی کے حصول سے بھی محروم رہ جاتے ہیں۔ مکان ایسی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہی ایک بنیادی ضرورت ہے اور ایک جدید اسلامی ریاست کی ذمہ داریوں میں سے ایک ذمہ داری ہے لیکن چونکہ ہمارے ہاں ۵۸ سال گزرنے پر بھی وہ اسلامی ریاست جس کے لیے اس ملک کو حاصل کیا گیا تھا قائم نہیں کی جاسکی، اس لیے آپ کو اور بہت سے دیگر شہریوں کو سخت عملی مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

سروس چارجز کی اصطلاح سے اگر مراد یہ ہے کہ آپ نے ایک کار کرائے پر لی اور ایک دن کے استعمال کرنے کے عوض آپ نے اس کے مالک کو ۸۰۰ روپے ادا کر دیے تو یہ ایک جائز عمل کہلائے گا۔ لیکن اگر آپ ایک بنک سے رقم قرض لیں اور واپسی کی ہر قسط پر ۶ فی صد سروس چارجز دیں تو نام بدل دینے کے باوجود یہ سود کی تعریف میں آئے گا کیونکہ کوئی بھی متعین رقم جو اصل سے زائد وصول کی جائے سود یا ربا قرار دی جائے گی۔

حالت اضطرار میں ایک حرام چیز سے وقتی طور پر استفادے کا مطلب یہ نہیں کہ وہ چیز حلال ہوگئی بلکہ یہ اجازت صرف اس بنا پر ہے کہ ایک حرام کام کا کیا جانا جان کے ضائع ہونے سے کم درجہ رکھتا ہے اس لیے جان کو بچانے کے لیے اس کی اجازت دی گئی ہے اور وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ ایسا کرنے میں نہ تو اللہ تعالیٰ کے کسی حکم سے بغاوت و سرکشی مقصود ہو اور نہ ایسے عمل کو معمول بنایا جائے۔

اگر آپ زمین کے مالک ہیں تو آپ اس زمین کی بنیاد پر بنک سے ایک معاہدہ کریں جس میں وہ مطلوبہ رقم بطور سرمایہ کاری مکان کی تعمیر میں لگائے اور بازار میں اس قسم کے مکان کا جو کرایہ رائج ہو وہ آپ اسے ہر ماہ ادا کریں یہاں تک کہ بنک نے جو سرمایہ لگایا ہے وہ اسے واپس مل جائے۔ آپ نے بالکل صحیح بات تحریر کی ہے کہ اس دنیا کی زندگی میں اپنی سہولت کے لیے ایک ناجائز ذریعے سے مکان بنا لینا اور آخرت کو خراب کر دینا ایک بہت خسارے کا سودا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی حدود کی حفاظت کرنے اور اللہ کے لیے ہر آزمایش استقامت سے گزارنے کی توفیق دے۔ (ا-ا)

© rasailojaraid.com